قصیدۂ معراجیہ

الشاہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ

وہاں فلک پر، یہاں زمیں میں، رچی تھی شادی مچی تھی دُھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے، اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

مرتبہ
جاوید اقبال مظہری مجددی
بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مظہری پبلی کیشنز کراچی
فون: ۵۸۳۰۷۶۵

قصیدۂ معراجیہ

امام احمد رضا علیہ الرحمہ

مرتبہ

جاوید اقبال مظہری مجددی

بی۔اے، ایل ایل۔بی

مظہری پبلی کیشنز کراچی، ۵۸۴۰۹۹۳

حقوقِ طباعت بحق میاں محمد مظہر مسعود مسعودی و میاں محمد طٰہٰ مسعودی سلمہا اللہ تعالیٰ محفوظ ہیں۔

۱۔ نام کتاب قصیدۂ معراجیہ

۲۔ مصنف الشاہ امام احمد رضا

۳۔ مرتبہ جاوید اقبال مظہری

۴۔ کمپوزنگ جیلانی پرنٹ انٹرپرائز، صدر کراچی فون 5693427

۵۔ اشاعت اوّل

۶۔ ناشر مظہری پبلی کیشنز ۸۔ تعداد ایک ہزار

۷۔ طباعت ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء ۹۔ ہدیہ ۱۵ روپیہ

ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ ۴/۶، ۵۔ای ناظم آباد، کراچی۔ فون 6614747

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز۔ ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی
فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ مکتبہ رضویہ عقب آرام باغ، کراچی۔ فون۔ 216464

۴۔ دربار عالیہ مرشد آباد بالمقابل سول ایجنٹ آفس کالونی کوہاٹ روڈ، پشاور شہر
فون 231165

۵۔ مظہری پبلی کیشنز، ۷۔سی اسٹیڈیم لین ون، فیز ۵، خیابان شمشیر، ڈیفنس ہاؤسنگ
اتھارٹی کراچی۔ فون: 5840993

۶۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی
نمبر ۵ فون: 4910584-4926110

۷۔ ضیاء القرآن۔ 14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی 021-2630411-2210212

انتساب

اُس ساعتِ سعید کے نام جب سرکارِ ابد قرار
صلی اللہ علیہ وسلم رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے۔

احقر العباد
جاوید اقبال مظہری
نقشبندی مجددی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ علیم وخبیر ہے اور ہر چیز پر قادر ہے، اس خالق و باری نے جو بھی فرمایا ہے وہ برحق ہے، اس کے کسی ارشاد میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء علیہم اسلام کو معجزات عطا فرمائے ہیں، قرآن کریم میں ایسے بکثرت واقعات کا ذکر ہے جو خلافِ عقل ہیں لیکن چونکہ یہ واقعات خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اس لیے اُن پر ایمان لانا فرضِ عین ہے۔ چند واقعات پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔ ''بنی اسرائیل کے ایک مقتول کا، جب گائے کے گوشت کے ٹکڑے اس پر مارے گئے، زندہ ہوجانا اور اپنے قاتل کا پتہ بتلانا۔'' (البقرہ:۷۳)

۲۔ ''حضرت عزیز علیہ السلام کا وصال فرما جانا اور آپ کے حمار کا مر کر ریزہ ریزہ ہوجانا اور کھانے کا ویسا ہی ویسا رہنا اور سو سال کے بعد آپ کا زندہ ہونا (البقرہ:۲۵۹)

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں کو ذبح کرکے ان کے گوشت کے ٹکڑے پہاڑوں پر رکھنا پھر ان کو بلانا اور پرندوں کا آپ کے پکارنے سے دوبارہ زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے آنا۔'' (البقرہ:۲۶۰)

۴۔ اصحابِ کہف کا تین سو نو برس تک غار میں سونا اور پھر اتنی مدت کے بعد بیدار ہونا۔ (کہف:۱۶)

۵-حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر من اور سلویٰ کا آسمان سے نازل ہونا (بقرہ:۵۷،مائدہ)

۶-حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ دریا سے سلامت گزر جانا اور فرعون اور اس کی قوم کا غرق اور ہلاک ہو جانا-(البقرہ:۵۰)

۷-حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر زمین کا اُلٹ پڑنا اور اس طرح ان کا ہلاک ہونا-(الحج:۴۷)

۸-قوم ہود علیہ اسلام کی قوم کا تیز ہوا کے عذاب سے ہلاک ہونا- (الذاریت:۴۱)

۹-قوم صالح علیہ السلام کا چیخ کی ہیبت سے ہلاک ہونا-(ہود:۶۷)

۱۰-حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کا نگل جانا اور تین یا زیادہ دنوں کے بعد اگل دینا اور آپ کا صحیح سلامت رہنا-(الانبیاء:۸۸)

۱۱-ملکہ بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہنچ جانا-(النمل:۴۰)

۱۲-حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے پتھر کے ٹیلے سے اونٹنی کا نکلنا-(ہود:۶۵)

۱۳-ابرہ (شاہِ یمن) کے لشکر کا ابابیل پرندوں کے پختہ کنکریاں برسانے سے ہلاک ہونا-(فیل:۵)

۱۴-حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اُٹھایا جانا اور اُن کا زندہ رکھنا (آلِ عمران:۵۵-النسا:۱۷۷)

منجملہ ان واقعات کے اور معجزات کے سب سے بڑا معجزہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی جسیم اطہر کے ساتھ سفرِ معراج کے لیے بلند آسمانوں تک جانا، پھر وہاں سے

سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے جانا اور پھر وہاں سے آگے مقام قاب قوسین تک آپ کا پہنچنا، انبیاء علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کرنا اور ایسے لمبے سفر سے اتنی دیر میں واپس تشریف لانا کہ آپ کی خواب گاہ ابھی ٹھنڈی نہ ہونے پائی تھی اور دروازے کا کنڈا ہل رہا تھا ایسا واقعہ ہے جو عظیم سے عظیم تر ہے۔

واقعہ معراج اہلِ ظواہر کے لیے خلافِ عقل بھی ہے اور حیران کن بھی لیکن اہل محبت اور اہل بواطن کے لیے ایمان افروز اور صداقت پر مبنی ہے، اسی واقعہ کو سچا قرار دینے کی وجہ سے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے صدیق کا لقب حاصل فرمایا۔ سورۂ بنی اسرائیل سورہ نجم اور احادیث واقعہ معراج کی شاہد ہیں جبکہ اہل قلم حضرات نے اپنے اپنے طور پر واقعہ معراج اور فلسفۂ معراج پر روشنی ڈالی ہے۔ بکثرت شعراء نے واقعہ معراج کو اپنے کلام کی زینت بنایا ہے۔ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جو قصیدۂ معراجیہ تحریر فرمایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ قصیدہ سڑسٹھ (۶۷) بے نظیر اور بے مثال اشعار پر مبنی ہے اور ہر شعر میں الگ الگ رنگ، الگ الگ کیف اور الگ الگ سرور ہے۔ مجدد دین وملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۳ھ/۱۴ جون ۱۸۵۶ء میں ہندوستان کے صوبے اُتر پردیش کے مشہور شہر بریلی کو اپنے جمالِ جہاں آرا سے رونق بخشی اور ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء یوم جمعۃ المبارک کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قندیل اہل محبت کی رگ رگ میں روشن فرما کر اور اپنے سینے میں بسا کر وصال فرما گئے

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

حضرت امام احمد رضا کو جہاں ۷۵ سے زیادہ علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی وہاں تقریباً پندرہ علوم وفنون کا تعلق براہ راست شعروادب سے ہے، تمام زبانیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیاں ہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام جہاں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی تعریف وتوصیف ساری دنیا میں ہر زبان میں کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلم بھی آپ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے نعتیہ کلام "حدائق بخشش" کو عربی فارسی اردو اور پوربی زبانوں سے مزین فرمایا ہے، آپ کا نعتیہ کلام آفاقی ہے، اس کلام کی سب سے بڑی خوبی اور حسن یہ ہے کہ یہ کلام کلامِ محبت ہے جب کہ اس کلام کی سب سے بڑی اور زندہ کرامت یہ ہے کہ اس کو پڑھنے والے اور سننے والے کے قلب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عشق کے درجے کی پیدا ہو جاتی ہے جو کہ ایمان کی جان ہے۔ ع جان ودلم ہر دو فدا جاناں توئی جاناں توئی

حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے اس آفاقی کلام میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ معراج کے واقعہ کو قصیدہ معراجیہ کی صورت میں انتہائی دلکش حسین اور جاں فزا مرقعوں کی صورت میں مرصع فرمایا ہے۔

ماہرِ رضویات اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ کے شیخ طریقت مسعود ملت حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اپنی تالیف "انتخاب حدائق بخشش" کے ابتدائیہ میں رقم طراز ہیں۔

اردو قصیدوں میں اُن کا قصیدہ معراجیہ، اُن کی شاعری کا کمال بھی ہے اور شباب بھی۔ اس کی نظیر پوری اردو شاعری میں نہیں جو پڑھتا ہے پھڑک اُٹھتا ہے، جو سنتا ہے سر دھنتا ہے اگر رضا بریلوی یہی ایک قصیدہ لے کر میدان شاعری میں اُترتے تو سب

شاعروں پر گوئے سبقت لے جاتے، ایسا مرصع قصیدہ، راقم نے اپنی چالیس سالہ ادبی زندگی میں نہ سنا اور نہ دیکھا۔ یہ قصیدہ ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء سے قبل کہا گیا مگر جب ۱۵ جون ۱۹۱۴ء کو اخبار دبدبہ سکندری میں رام پور (بھارت) سے شائع ہوا تو مدیر نے اس پر جو نوٹ لکھا وہ گفتنی بھی ہے اور شنیدنی بھی آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

جس کی ہر سطر مروارید فصاحت و بلاغت کی سلک آبدار......جس کا ہر مصرع گل ہائے بلاغت کا خوشنما ہار......ہر لفظ عمدہ، پاکیزہ......زیور حسن سے آراستہ......تحقیق صوری و معنوی کا دریا......خوبی کے سانچے میں ڈھلا ہوا......بحر محبت محبوب رب عزت کو کمال جوش و خروش میں لانے والا......جاں نثاران حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مست و بے خود بنانے والا......جس کی نظیر عالم میں مفقود سراپا محمود و مسعود...... تصنیف لطیف، بہار گلشن شریعت......طراز دامن ہدایت......سرآمد فصحا و بلغا...... استاذ الشعراء......امام المحققین......تاج المدققین......پیشوائے اہل سنت......مجدد مائۃ حاضرہ......مؤید ملت طاہرہ۔ عالی جناب، تقوی مآب، مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ محمدی، سنی، حنفی، قادری برکاتی، بریلوی مدظلہم القدس۔

(دبدبہ سکندری، رام پور، شمارہ ۱۵ جون ۱۹۱۴ء، ج۔ ۵۰، نمبر ۲۹، ص ۷۔۹)

(انتخاب حدائق بخشش ص ۱۵)

راقم نے حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے قصیدہ معراجیہ کو کتابی صورت میں شائع کرانے سے پہلے مناسب خیال کیا کہ ایک تحقیقی اور تفصیلی تقدیم تحریر کردی جائے تاکہ اہل محبت، اہل علم اور اہل سخن حضرات حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی زبان مبارک سے جاری ہونے والے ان لطیف اور حسین و جمیل کلمات کو دل کی آنکھوں سے پڑھیں اور سفر معراج کی لطیف فضاؤں میں گم ہو کر بریلی کے شاہ کی دل کی آواز سنیں، سفر

معراج کو عارفانہ، عالمانہ اور عاشقانہ انداز میں نظم فرمانا واقعی حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ہی حصہ ہے اور وہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب اسریٰ کے انوار و تجلیات اور فیوض و برکات میں سے حصہ مانگ رہے ہیں جس کے وہ حقدار ہیں۔
چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

نبیٔ رحمت شفیعِ اُمت رضا پہ للہ ہو عنایت
اُسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل ایمان اور اہل محبت کو قصیدۂ معراجیہ کے لطیف کلمات سے فیض یاب فرمائے اور اُن کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں استغراق عطا فرمائے آمین
حقیقت تو یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُلفت و محبت میں گزرنے والا ہر لمحہ معراج محبت ہے مولیٰ تعالیٰ ایسی محبت سب کو نصیب فرمائے، آمین۔

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ
مطابق ۲۳ مارچ ۲۰۰۱ء
بروز جمعۃ المبارک وقت عصر

احقر العباد
جاوید اقبال مظہری نقشبندی مجددی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قصیدہ معراجیہ

وہ سَرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہُوئے تھے
نئے نرالے، طرب کے ساماں، عرب کے مہمان کے لیے تھے

بہار ہے، شادیاں مبارک! چمن کو آبادیاں مبارک!
مَلک فلک اپنی اپنی لَے میں، یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر، یہاں زمیں میں رچی تھی شادی، مچی تھیں دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے، اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی اُن کے رُخ کی کہ چاندنی عرش تک تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی! جگہ جگہ نصب آئینے تھے

نئی دُلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا ، سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے ، کمر کے اِک تِل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے ، حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے مُنہ پہ آنچل ، تجلّیِ ذاتِ بحت سے تھے

خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے ، دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا ، حرم کو خود وجد آ رہے تھے

یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آ رہا کان پر ڈھلک کر
پھوار برسی تو موتی جھڑ کر ، حطیم کی گود میں بھرے تھے

دُلہن کی خوشبو سے مست کپڑے ، نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا ، غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حُسن تزئیں وہ اونچی چوٹی ، وہ ناز و تمکیں !
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں ، دوپٹے دھانی چُنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا، لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں، دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

پرانا پُر داغ ملگجا تھا، اُٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجومِ تارِ نگہ سے کوسوں، قدم قدم فرش بادلے تھے

غُبار بن کر نثار جائیں، کہاں اب اُس رہ گزر کو پائیں؟
ہمارے دل، حوریوں کی آنکھیں، فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پُر غم، دکھاؤں کیوں کر، تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قُدسی جناں کا دُولہا بنا رہے تھے

اُتار کر اُن کے رُخ کا صدقہ، یہ نُور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سُورج مچل مچل کر، جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اَب تک چھلک رہا ہے، وہی تو جوبَن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی، کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

بچا جو تلوؤں کا اُن کے دھوون، بنا وہ جنّت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولہا کی پائی اُترن، وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

خبر یہ تحویلِ مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیبِ تن کی، یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

تجلّیِ حق کا سہرا سر پہ، صلاۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پَرے جما کر، کھڑے سلامی کے واسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن، لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو، یہ نامرادی کے دن لکھے تھے!

ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک، کہ سر ہوئی مغفرت کی شلّک
صدا شفاعت نے دی "مبارک"! گناہ مستانہ جھومتے تھے

عجب نہ تھا رخش کا چمکنا، غزالِ رم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعیں بکے اُڑا رہی تھیں، تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

"ہجومِ اُمید ہے گھٹاؤ ، مرادیں دے کر اُنھیں ہٹاؤ"
"اَدب کی باگیں لیے بڑھاؤ" ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

اُٹھی جو گردِ رہِ منوّر ، وہ نور برسا کہ راستے بھر
گِھرے تھے بادل، بھرے تھے جل تھل، اُمنڈ کے جنگل اُبل چلے تھے

ستم کیا، کیسی مت کٹی تھی قمر، وہ خاک اُن کی رہ گزر کی
اُٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے!

بُراق کے نقشِ سُم کے صدقے، وہ گُل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن، لہکتے گلشن، ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِر، عیاں ہوں معنئے اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا، نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک، جام و مینا، اُجالتے تھے، کھنگالتے تھے

نقاب اُلٹے وہ مہرِ انور، جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی، تپکتے انجم کے آبلے تھے

یہ جوششِ نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ دُھل گیا نامِ ریگِ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت، یہ عرش و کرسی دو بُلبُلے تھے

وہ ظلِّ رحمت، وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے، نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت، اودی اطلس، یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

چلا وہ سروِ چماں خراماں، نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی، وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے

جھلک سی اِک قدسیوں پر آئی، ہَوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دُولہا کی دُور پہنچی، برات میں ہوش ہی گئے تھے

تھکے تھے رُوح الامیں کے بازو، چُھٹا وہ دامن، کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی، اُمید ٹوٹی، نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

روش کی گرمی کو جس نے سوچا، دماغ سے اِک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا، دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

جَلَو میں جو مرغِ عقل اُڑے تھے، عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم، تیور آگئے تھے

قوی تھے مرغانِ وہم کے پر، اُڑے تو اُڑنے کو، اور دم بھر
اُٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے

سُنا یہ اتنے میں، عرشِ حق نے کہ "لے مُبارک ہوں تاج والے"
"وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے"

یہ سُن کے بے خُود پکار اُٹھا "نثار جاؤں، کہاں ہیں آقا؟
پھر اُن کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے"

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ، کھڑے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے، چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت، خبر یہ لایا کہ "چلیے حضرت!
تمہاری خاطر کشادہ ہیں، جو کلیم پر بند راستے تھے"

"بڑھ اے محمد!" "قریں ہو احمد!" "قریب آ، سرورِ ممجد!
نثار جاؤں، یہ کیا ندا تھی، یہ کیا سماں تھا، یہ کیا مزے تھے!

تبارک اللہ! شان تیری، تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی، کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے، گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے، کسے بتائے کدھر گئے تھے؟

سراغِ اینُ و متّٰے کہاں تھا؟ نشانِ کیف و الٰے کہاں تھا؟
نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگِ منزل، نہ مرحلے تھے

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا، اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا، جمال و رحمت اُبھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے، حیا سے جُھکتے، اَدب سے رُکتے
جو قرب اُنہیں کی روش پہ رکھتے، تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پر اُن کا بڑھنا تو نام کو تھا، حقیقتاً فعل تھا اُدھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلّٰی کے سلسلے تھے

ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا، تموّجِ "بحرِ ہُو" میں اُبھرا
دنیٰ کی گودی میں اُن کو لے کر فنا کے لنگر اُٹھا دیے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارا؟ کدھر سے گزرا، کہاں اُتارا؟
بھرا جو مثلِ نظر طرارا، وہ اپنی آنکھوں سے خود چُھپے تھے

اُٹھے جو قصرِ دَنیٰ کے پردے، کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے "ارے تھے!

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گُل کا فرق اُٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے، گُلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل، رہے نہ فاصل خطوطِ واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے، عجیب چکر میں دائرے تھے

حجاب اُٹھنے میں لاکھوں پردے، ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت، جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں، تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعفِ تشنگی تھا، کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہی ہے اوّل، وہی ہے آخر، وہی ہے باطن، وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے، اُسی سے ملنے، اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پُوچھو، کدھر سے آئے کدھر گئے تھے؟

اِدھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں، اُدھر سے انعامِ خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گُندھ کر، گلوئے پُر نور میں پڑے تھے

زبان کو انتظارِ گفتن، تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا، جو بات سُننی تھی سُن چکے تھے

وہ بُرجِ بطحا کا ماہ پارا، بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا، کہ اُس قمر کے قدم گئے تھے

سرورِ مَقْدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلبن تھے جھاڑ فرشی، جو پھُول تھے سب کنول بنے تھے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے، اَدب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے
یہ جوشِ ضدّین تھا کہ پودے، کشاکشِ ارّہ کے تلے تھے

فہرست مطبوعات

جاوید اقبال مظہری

بی اے، ایل ایل بی

تصانیف

نمبر شمار	عنوان	مقام اشاعت	سن اشاعت	کیفیت
۱	سوئے جاناں صلی اللہ علیہ وسلم	کراچی	۱۹۹۳ء	
۲	صلواۃ وسلام	کراچی	۱۹۹۴ء	
۳	درودِ مظہری	کراچی	۱۹۹۵ء	
۴	عارفِ کامل	کراچی	۱۹۹۶ء	
۵	استنِ حنانہ اور عشقِ رسول	کراچی	۱۹۹۷ء	
۶	مظہر بمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	کراچی	۱۹۹۸ء	
۷	سرکارِ دو عالم اور خواتین	کراچی	۲۰۰۳ء	زیر طبع
۸	آفتابِ ولایت	کراچی	۲۰۰۲ء	
۹	صاحبکم	کراچی	۲۰۰۳ء	زیر طبع
۱۰	مناقب شیر خدا	کراچی	۲۰۰۳ء	
۱۱	احسانِ عظیم	کراچی	۲۰۰۳ء	

تالیفات

۱۲	ملفوظاتِ مظہری	کراچی	۱۹۹۰ء	
۱۳	آفتابِ ہدایت	کراچی	۱۹۹۴ء	

۱۴	دل کی ٹھنڈک	کراچی	۱۹۹۴ء	
۱۵	شمسِ معرفت	کراچی	۱۹۹۵ء	
۱۶	حُسنِ خلق	کراچی	۱۹۹۵ء	
۱۷	خلقِ مظہری	کراچی	۱۹۹۶ء	
۱۸	نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم	کراچی	۱۹۹۸ء	
۱۹	معمولاتِ طیبات	کراچی	۱۹۹۹ء	
۲۰	مناقبِ مظہری	کراچی	۱۹۹۹ء	
۲۱	محبوب کی باتیں	کراچی	۲۰۰۰ء	
۲۲	مناجاتِ مظہری	کراچی	۲۰۰۰ء	
۲۳	آدابِ دعاء	کراچی	۲۰۰۳ء	غیر مطبوعہ
۲۴	ملفوظات حضرت مجدد الف ثانی	کراچی	۲۰۰۱ء	
۲۵	قصیدۂ معراجیہ	کراچی	۲۰۰۳ء	زیرِ طبع
۲۶	مخزنِ علم و عرفان	کراچی		زیرِ تدوین
۲۷	امام احمد رضا اور مسعودِ ملت	کراچی	۲۰۰۱ء	
۲۸	علامہ اقبال اور حضرت محبوبِ الٰہی	کراچی	۲۰۰۳ء	
۲۹	بچوں کے حضور	کراچی		غیر مطبوعہ
۳۰	سراپائے جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم	کراچی		زیرِ تدوین
۳۱	حضرت مفتی اعظم اور ہمعصر علماء	کراچی		زیرِ تدوین
۳۲	محفلِ سماع	کراچی		غیر مطبوعہ
۳۳	رحمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	کراچی		زیرِ تدوین
۳۴	وصال حضرت مجدد الف ثانی	کراچی	۲۰۰۲	

۳۵	بزم محبوب الٰہی	کراچی	زیرتدوین
۳۶	مولود مسعود حضرت مجدد الف ثانی کی تشریف آوری	کراچی	۲۰۰۳

تقدیمات/تعارف

نمبر شمار	عنوان	مرتب/مصنف	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱۔	شجرہ طیبہ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	کراچی	۱۹۹۰ء
۲۔	Eid of Eids	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کراچی	کراچی	۱۹۹۳ء
۳۔	تخصصات حضرت مسعود ملت	محمد عبدالستار طاہر	لاہور	۱۹۹۴ء
۴۔	رہبر ملت	شائستہ زریں	لاہور	۱۹۹۵ء
۵	کرامات مظہری	شیخ محمد الیاس مظہری مسعودی	کراچی	۱۹۹۵ء
۶۔	ڈاکٹر نور محمد ربانی علیہ الرحمہ (مدینہ منورہ)	تعارف	کراچی	۲۰۰۱ء